کون سا ''نظام'' چاہتے ہیں؟

عبدالمنان معاویہ

جولائی کے پہلے عشرہ میں چیچہ وطنی کا سفر درپیش ہوا۔ میں جب بھی چیچہ وطنی اپنے ماموں کے ہاں جاتا ہوں تو محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور حاضری دیتا ہوں۔ اس بار بھی جب چیمہ صاحب کے ہاں حاضر ہوا اور ملاقات کے شرف سے مشرف ہوا تو دورانِ گفتگو چیمہ صاحب نے اچانک پوچھا، آج کل کون سا نظام چاہتے ہیں؟ پھر کچھ دیر بعد گویا ہوئے کہ حافظ ارشاد احمد صاحب دیوبندی ظاہر پیر والے آج کل کون سا نظام چاہتے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ حضرت بات کی کچھ تشریح فرمادیں۔ ''نظام'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟ فرمایا بڑا وسیع المعنی لفظ ہے لیکن واپڈا والوں کا نظام درست ہونے (مطلب بجلی آنے دیں) دیں پھر بات کرتے ہیں۔ ان کی خاموشی کے بعد میں سوچنے لگا کہ شاید ملکی نظام پر بات کررہے تھے۔ لیکن ہمارے ملک میں تو کوئی نظام ہے ہی نہیں، نہ عوام کے لیے نہ خواص کے لیے، سب بے نظامے ہیں۔ وکلاء اور جسٹس حضرات عدلیہ کی آزادی کا نظام چاہتے ہیں۔ سابقہ حکومت نے عدلیہ پر قدغن لگائی حالیہ حکومت بھی اپنے پیش رووں کی روش اپنائے ہوئے ہیں۔ بی جمہوریت کی آغوش میں بیٹھے ہوئے تسلیاں، خوشخبریاں دیتے رہتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ لیکن قاضی القضاۃ افتخار چودھری سمیت محسنِ پاکستان فخر قوم جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان جس حال میں تھے تقریباً ویسے ہی ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں کوئی نظام ہوتا تو ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب ناکردہ گناہ کی سزا نہ پاتے۔ ہمارے ایک دوست دوبئی وزٹ پر گئے۔ ان کے واپس آنے پر راقم نے پوچھا کہ وہاں کون سا نظامِ حکومت ہے؟ انھوں نے بتایا بادشاہت۔ راقم نے پوچھا کہ جمہوریت اور بادشاہت میں کون سا نظام صحیح ہے؟ انھوں نے بتایا کہ جس نظام میں عوام خوشحال ہو۔ دوبئی کے عوام شیخ زید مرحوم کا نام لیتے ہی پھوٹ پھوٹ کررونے لگ جاتے ہیں۔ وہاں کی عوام خوش ہے جب کہ ہمارے ملک میں عوام غربت سے خودکشیاں کرتی نظر آتی ہے۔ کہیں کوئی نوجوان بچوں کو ذبح کرتا نظر آتا ہے۔ کہیں کوئی ماں بچوں سمیت خودکشی کرتی نظر آتی ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ بلند کرنے والے شاید بلند و بالا عمارتوں میں پہنچتے ہی اس نعرہ کو بھلا دیتے ہیں۔ ہواؤں میں گاڑیاں چلانے کے شوقین اگر غریب کے گھر کا چولہا جلانے کی فکر کریں تو شاید خودکشی کرنے والوں میں کچھ کمی آئے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والے بھی سچے ہیں کہ

ملک میں آٹے کا شدید بحران ہے جس کی وجہ سے روٹی غریب کو مہیا کرنا ناممکن ہے۔ سابقہ فرعون پنجاب جو علماء کرام سے کہتا تھا کہ میرا دل کرتا ہے کہ اس سانپنی ہی کو ماردوں جو بچے جنتی ہے۔ (یعنی مدارس ختم کردوں) اور موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون کی طرح سیکڑوں بے گناہ نوجوانوں کو جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کروا ڈالا۔ آج مسیحا کے روپ میں پھر آچکا ہے۔ اب کے کیا گل کھلائیں گے دیکھیے؟

سزائے موت کا قانون بدلنے کا فیصلہ انھوں نے کیا جو اپنی قائد کے قاتلوں کو بدترین سزا دینے کے خواہاں ہیں۔ شاید پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا۔ ہائے افسوس! دس لاکھ جانوں کی قربانی سے وجود میں آنے والے ملک میں مکمل اسلامی نظام تو نہ آیا لیکن اسلامی قانون کو ختم کیا جارہا ہے۔

قادیانیت کو کافر قرار دینے کا سہرا جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے سر ہے لیکن آج اُن کی پارٹی قادیانیت نوازی میں سب سے آگے ہے۔ بعض دور اندیش حضرات کہہ رہے ہیں کہ سزائے موت قادیانیوں کی وجہ سے ختم کی گئی ہے۔ لفاظی کی حد تک پرویز مشرف کی مخالفت کی جارہی ہے۔ حالانکہ تقریباً اُن کی تمام پالیسیوں پر عمل کیا جارہا ہے۔ ہمارے ایک عزیز فوج میں افسر تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ اب نئی حکومت کی پالیسی کے تحت آپریشن ہورہا ہے یا سابقہ حکومت کی پالیسی کے مطابق؟ وہ کہنے لگے کہ جنرل پرویز مشرف کی پالیسی کے تحت ڈالرز کمائے جارہے ہیں۔ انھوں نے مزید بتایا کہ ہزاروں فوج کے جوان شہید ہوچکے ہیں۔

جس ملک میں عدلیہ آزاد نہ ہو، بجلی، آٹے کا شدید قسم کا بحران ہو، غریب خودکشیاں کرنے پر مجبور ہوں، صرف ڈالرز کمانے کے لیے اپنے ہم وطنوں کو گولی کا نشانہ بنایا جاتا ہو۔ جس ملک میں علماء کرام کو دن دیہاڑے شہید کرنے والے دندناتے پھررہے ہوں، اُس ملک کا کیا نظام ہوگا؟

جس ملک میں عوامی نمائندے ہی عوام کے دشمن ہوں، وہاں کے عوام کیسے خوش رہ سکتے ہیں۔ جس قافلہ کا رہبر ہی رہزن ہو، اُس کے لٹنے میں کسے شک ہوسکتا ہے۔ ملک پاکستان میں صدر، وزیر اعظم سے لے کر ایک عام چپڑاسی تک سب کو اپنے اپنے پیٹ کی فکر ہے۔ کسی کو دوسرے کی یا ملک کی پروا نہیں۔ تو پھر خدا ہی حافظ ہے اس ملک کا۔

اسی اثناء میں بجلی آگئی تو پھر میں نے چیمہ صاحب سے ''نظام'' کی کچھ تشریح چاہی تو انھوں نے فرمایا کہ یہاں ہر بات میں لفظ ''نظام'' استعمال کیا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ اُن کا تکیہ کلام ہے۔ بہرکیف، چیچہ وطنی میں چیمہ صاحب کے زیر اہتمام مجلس احرار اسلام کا دفتر دیکھ کر دلی خوشی ہوئی اور اُس دفتر کا نہایت اچھا نظام سونے پہ سہاگہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کارکنانِ احرار کو زیادہ سے زیادہ ہمت دے تاکہ وہ مزید بہتر طریقے سے دینی کام کرسکیں کرسکیں۔ (آمین)